منگل 22- دسمبر 1998ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
CPL 61
213029

منگل 22- دسمبر 1998ء 2 رمضان 1419 ہجری- 22 فتح 1377 ہش جلد 48-83 نمبر 286

عظمت رمضان

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب ھل یقال رمضان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا۔ اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر گرم ہو جاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول ص 136)

صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔ پس انزل فیہ القرآن میں یہی اشارہ ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے۔ لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنت اہل بیت ہے (-) چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے۔ لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا(-) خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں ایک عبادات مالی دوسرے عبادات بدنی۔ عبادات مالی تو اسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جن کے پاس نہیں وہ معذور ہیں۔ اور عبادات بدنی کو بھی انسان عالم جوانی میں ہی ادا کر سکتا ہے ورنہ 60 سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آ جاتا ہے (کسی نے) یہ ٹھیک کہا کہ پیری و صد عیب اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اسی کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ ؎ موئے سفید از اجل آرد پیام۔ انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجا لاوے روزہ کے بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے (-) یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔

(ملفوظات جلد دوم ص 561)

رمضان میں درس القرآن

○ رمضان المبارک میں ایم ٹی اے پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا درس القرآن روزانہ سوا چار بجے سے پانچ بج کر چالیس منٹ تک ٹیلی کاسٹ ہوتا ہے یہی درس اگلے دن صبح چھ بج کر دس منٹ پر دوبارہ نشر کیا جاتا ہے۔

احباب کثرت سے اس روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھائیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حکومت کی دو رخی پالیسی

ربوہ: 21- دسمبر (پ- ر) ناظر امور عامہ ربوہ محترم ملک خالد مسعود صاحب نے ایک پریس ریلیز میں حکومت پاکستان کے جماعت احمدیہ کے بارے میں طرز عمل کو دو رخی پالیسی قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کے 92 ویں جلسہ سالانہ کے انعقاد کی اجازت دینے سے انکار کر دیا گیا ہے جبکہ روزنامہ جنگ 19- دسمبر 1998ء میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے کہ "چوتھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس 26- دسمبر کو ربوہ میں ہو گی۔" ناظر صاحب نے کہا کہ یہ کانفرنس جو ربوہ میں منعقد ہو رہی ہے اس میں مقررین اور سامعین بیرون ربوہ سے درآمد کئے جاتے ہیں اور ربوہ کے رہنے والوں کو مسلسل دل آزار گفتگو سے تکلیف پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جبکہ عالمگیر جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی اجازت حکومت نے امن عامہ کی صورت حال کے پیش نظر دینے سے معذرت کر دی ہے۔

جلسہ سالانہ 1998ء کی اجازت دینے سے انکار کی حکومتی چٹھی کا عکس شائع کیا جا رہا ہے۔

ناظر امور عامہ نے کہا کہ مقررین اور سامعین کا گروہ باہر سے اکٹھا کر کے ربوہ لانا' دل آزار اور منافرت پھیلانے والی تقاریر کا اس شہر میں اہتمام کرنا اور وہاں کے رہنے والوں کو اسے سننے پر مجبور کر کے ان کے صبر کا امتحان لیتے چلے جانا۔ آخر حکومت کا اس سے کیا مقصد ہے۔ ناظر امور عامہ نے کہا کہ قوم کو اس وقت اتحاد کی ضرورت ہے اس کی بجائے جماعت احمدیہ کو

باقی صفحہ 8 پر

روزنامہ **الفضل** ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ	**قیمت** 2-50 روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا چاند قرآن ہے نمبر 10

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ترجمۃ القرآن کلاس

کلاس نمبر 3 حصہ نمبر 3
ریکارڈشدہ 27- جولائی 1994ء

تقویٰ کے مدارج

سورۃ البقرہ آیت 22 لعلکم تتقون تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ یہاں تقویٰ بعد میں آیا ہے عبادت پہلے آئی ہے اور قرآن کریم کے شروع میں بھی ھدی للمتقین کی ایک شرط لگائی تھی متقیوں کو ہدایت دیتی ہے یہ کتاب۔ اور اس کے بعد عبادت کا حکم تھا۔ اس کی وضاحت ہو جانی چاہئے۔ سوال یہ ہے کہ سورۃ بقرہ کے آغاز میں ہدایت تھی یہ اعلان تھا یہ کتاب صرف متقیوں کو ہدایت دیتی ہے اور متقیوں کی شرط یہ تھی کہ ایمان لاتے ہیں نماز بھی قائم کرتے ہیں یہاں نماز کو قائم کرنے کا حکم پہلے دے دیا ہے اور تقویٰ اس کے بعد بیان فرمایا ہے اس میں تضاد نہیں ہے بلکہ پہلا تقویٰ جو ہے وہ انسان کے اندر جو سچائی کا مادہ ہے اس کی طرف اشارہ تھا۔ ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے سچائی کی پہچان نقش In Print کر دی ہے اس کے اندر چھاپ دی ہے اور کوئی بھی انسان جاہل ہو عالم ہو کسی قسم کا بھی ہو۔ اس کے اندر سچائی اور برائی کو پہچاننے کی ایک اندرونی صلاحیت موجود ہے اس کو تقویٰ کہا جاتا ہے ابتداءً۔ وہ تقویٰ اگر ہے وہ صلاحیت بگڑی نہیں ہے اس کو انسان نے اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے میلا نہیں کر دیا۔ کھو نہیں دیا۔ تو اس کو کہیں گے آغاز میں متقی، انگریزی میں اس کی سادہ سی مثال یہ ہے۔

A Man who can call a spade a spade

اتنی سی تعریف ہے ابتدائی تقویٰ کی۔ کہ جو Spade کو دیکھے گا بیلچہ نہیں کہے گا۔ بھینس نہیں کہے گا۔ اس کو آدمی نہیں کہے گا۔ اتنی سی نظر کا سیدھا پن یا دل کی سچائی ہے اس کو بھی تقویٰ کہا جاتا ہے اور یہ تقویٰ تو عام سا تقویٰ ہے لیکن تقویٰ کا مضمون تو لامتناہی ہے وہ درجہ بدرجہ بڑھتا ہے۔ اس کو نشوونما دینے کا طریق عبادت ہے۔ تو اب اس مضمون کو آگے بڑھا دیا ہے۔ اے لوگو عبادت اختیار کرو اپنے رب کی۔ کس لئے عبادت کرو۔ کیا اس لئے کہ وہ بڑا ہے اس کے سامنے ضرور ماتھا ٹیکنا سر جھکانا ضروری ہے۔ اس کی خاطر اس کی طلب نہیں ہے۔ فرمایا لعلکم تتقون تاکہ تم فائدہ اٹھاؤ اور تقویٰ میں ترقی کرو۔ اب تقویٰ کا مضمون انسان کے اپنے نفس کی خاطر ہے یہ بھی لمبی بحث ہے جس کو ترجمہ میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔ مگر ان Steps کو ان قدموں کو ایک دوسرے کے بعد ترتیب سے سمجھ لیں۔ تو تقویٰ بعض دفعہ ابتدائی سچائی کا نام ہوتا ہے بعض دفعہ وہ سچائی جو عبادت کی برکت سے ترقی کرتی ہے اور نئی منازل میں داخل ہوتی ہے اور نیا عروج حاصل کر لیتی ہے اس کو بھی تقویٰ کہا جاتا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

عبادت کی غرض

عبادت کی غرض انسان کی اپنی روحانی ترقی ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی انانیت کا اظہار ہے اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے کہ اگر تم سارے میری عبادت سے منہ پھیر لو۔ مجھے کوڑی کی بھی پروا نہیں۔ میری ذات پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میری شان میں میری مجد میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تو یہ اس لئے میں زیادہ تفصیل سے سمجھا رہا ہوں کہ یہاں یورپ وغیرہ میں تو عموماً سوال کرتے ہیں عبادت کیوں فرض کر دی خدا نے سر جھکانے کا کیوں حکم دیا۔ اس میں انسان کا اپنا فائدہ ہے دوسری بات یہ نوٹ کرنے کے لائق ہے کہ یہاں مومنوں کو خطاب نہیں فرمایا الناس کو مخاطب کیا ہے یہاں ایمان کا ذکر نہیں فرمایا۔ عبادت کا تعلق تمام بنی نوع انسان سے ہے اور ہر ایک لئے ضروری ہے اور اسی لئے سب دنیا میں عبادت کے لئے کوئی نہ کوئی طریق کوئی نہ کوئی معنے مطلب ہر قوم میں پایا جاتا ہے اور جو دہریہ ہیں انسانوں کی عبادت شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو گے تو فائدہ اٹھاؤ گے ورنہ عبادت تو تمہیں کرنی ہی کرنی ہے کیونکہ انسان کی سرشت میں عبادت داخل کر دی گئی ہے لوگ ہمارے ملک میں پٹواریوں کی بھی عبادت کرتے ہیں انہیں خدا، خدا کے درجے سارے دیتے ہیں تھانیدار کی بھی عبادت ہو رہی ہے عالم کی بھی عبادت ہو رہی ہے عالم کو جو غصہ آتا ہے خدا کی عبادت نہ کرنے پر نہیں آتا اپنی عبادت نہ کروانے پر آتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے اس میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے ان کی انا جب مجروح ہوتی ہے پھر ان کو جوش آتا ہے انا کا زخم مندمل ہو جائے تو پھر یہ لوگ یار بن جاتے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

غزل

موت ہے نہ حیات ہے یارو
ایک مولیٰ کی ذات ہے یارو

ہاتھ میں جس کے ہاتھ ہے یارو
وہ بڑا خوش صفات ہے یارو

جا رہی ہے جو شہرِ جاناں کو
یہی راہِ نجات ہے یارو

آج بھی دشت کے مسافر پر
بند نہرِ فرات ہے یارو

چھن لیا اس نے ہم فقیروں کو
"اپنی اپنی برات ہے یارو"

پھر وہی دن ہیں اور وہی راتیں
"پھر وہی التفات ہے یارو"

آج کا دن ہے وصلِ یار کا دن
آج کی رات۔ رات ہے یارو

چھٹنے والے ہیں ظلم کے بادل
ایک دو دن کی بات ہے یارو

ہر قدم احتیاط سے رکھنا
ہر قدم پل صراط ہے یارو

کس لئے موت سے ڈراتے ہو
موت بھی تو حیات ہے یارو

اپنے بیگانے سب خلاف سہی
یار تو اپنے ساتھ ہے یارو

عشق کی جیت ہونے والی ہے
عقل کی بازی مات ہے یارو

عقل کیا زیست کا پتہ دے گی
یہ تو خود بے ثبات ہے یارو

آؤ مضطرؔ کا ذکرِ خیر کریں
مر کے بھی جو حیات ہے یارو

چوہدری محمد علی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبرکات

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر

سلسلہ کے چند بزرگ

حضرت مولوی فضل دین صاحب وکیل

حضرت مولوی فضل دین صاحب سلسلہ احمدیہ کے پرانے جاں نثار اور فدا کار خادم تھے۔ اور اسی جذبے کے ساتھ انہوں نے تمام عمر بسر کی۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے۔ جو دنیا میں ہوتے ہیں لیکن دنیا کے نہیں ہوتے۔

جماعت کے وکلاء کو مقدمات میں آپ کے ساتھ کام کرنے کا بہت دفعہ اتفاق ہوا ہے۔ اور اس ضمن میں خاکسار کو بھی ان کے رفیق کار ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

1925ء کا واقعہ ہے کہ مقدمہ بیت احمدیہ شاہجہان پور کی پیروی کے لئے صدر انجمن احمدیہ نے مولوی صاحب مرحوم اور خاکسار کو مامور کیا اور اس طرح مولوی صاحب کی خداداد ذہانت دقت نظر اور محنت کشی کا خاکسار کو تجربہ ہوا اور اس وقت سے اب تک ہمارے دوستانہ تعلقات روز بروز بڑھتے رہے۔

مقدمات کی تیاری میں مولوی صاحب مرحوم پوری محنت کرتے۔ گتھیاں سلجھاتے۔ مقدمہ کے مالہٗ وماعلیہ پر نظر غائر ڈالتے اور مقدمے کے کسی پہلو کو تشنہ تکمیل نہ چھوڑتے موافق اور مخالف پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر جرح تیار کرتے اور کوشش کرتے کہ کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ ہو۔

بہت کم وکیل ایسے ہوتے ہیں جو مولوی صاحب کی طرح باریک بین ہوں۔ اور مقدمے کی تیاری میں اس قسم کا انہماک اختیار کرتے ہوں۔

قانون دان ہونے کے علاوہ مولوی صاحب بہت بڑے عالم دین اور منطق وفقہ کے اسرار سے واقف تھے۔ اور یہ وصف بھی بڑا کمیاب ہے۔ مقدمات میں سلسلہ کے خلاف جو اعتراضات عموماً کئے جاتے ہیں۔ مولوی صاحب نے ان کے جواب میں ایک رسالہ نعم الوکیل تالیف فرمایا۔ جو مفید حوالجات اور دلائل سے پر ہے۔

ہماری جماعت میں غالباً مولوی صاحب مرحوم پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے بہائیت کا گہرا مطالعہ کیا۔ اور تردید بہائیت میں ایک گرانقدر رسالہ لکھا۔ اور ایک پرمغز تحقیق جماعت کے ہاتھ آئی۔ بعد میں اور دوستوں نے بھی تردید بہائیت میں مفید مضامین اور رسالے لکھے۔

مولوی صاحب مرحوم کی طبیعت میں حد درجہ انکسار تھا۔ جو جبلی تھا نہ کہ تکلف کے طور پر۔ آپ خاموشی سے کام کرنے والے اور نام ونمود سے کنارہ کشی اختیار کرنے والے بے نفس اور بے ریا خادم سلسلہ تھے۔

جن وکلاء کے ساتھ مولوی صاحب مرحوم نے کام کیا۔ وہ جانتے ہیں کہ آپ کس محبت اور والہیت سے مقدمات کی تیاری کرتے تھے اور انتھک وجود تھے۔ اپنی بات کو محبت اور انکسار سے منواتے۔ اور اگر آپ کے رفیق کار کو آپ سے کسی رائے میں اختلاف ہوتا تو مولوی صاحب اپنی بات پر اصرار نہ کرتے بلکہ خندہ پیشانی اور انکسار سے دوسرے کی بات کو مان لیتے۔

دراصل مشورہ اسی بات کا نام ہے۔ کہ مختلف نقطہ ہائے نظر کو ہموار کیا جائے اور پھر کسی ٹھوس اور صحیح نتیجے پر پہنچا جائے۔

مولوی صاحب مرحوم خاموش طبع اور متانت پسند تھے۔ لیکن خشک مزاج ہرگز نہ تھے۔ اپنے محدود حلقہ احباب میں زندہ دلی اور ظرافت بھی آپ سے ظاہر ہوتی خوب ہنستے اور ہنساتے۔ خوش ہوتے اور خوش کرتے۔

لین دین اور معاملات میں کھرے تھے۔ وعدے کے پکے تھے۔ سادگی بے نفسی‘ دوستداری اور بے خودی آپ کے اوصاف کریمہ تھے۔ آپ کا خط نہایت پاکیزہ اور اسلوب تحریر پختہ اور دلکش تھا۔

26 مئی 1968ء کو خاکسار عیادت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے بڑے تپاک سے مصافحہ کیا۔ اور کچھ باتیں کیں جو میری سمجھ میں نہ آسکیں۔ گو میں نے آپ کے منہ کے ساتھ کان لگا کر سمجھنے کی کوشش کی۔ دراصل اس وقت آپ انتہائی کمزوری کی حالت میں تھے۔ آواز آپ کے منہ سے بمشکل نکل سکتی تھی۔ کچھ دیر ٹھہر کر خاکسار ایک غمناک دل کے ساتھ ایک پرانے ساتھی سے جدا ہوا اور ایسا جدا ہوا کہ پھر اس دنیا میں ملاقات نہ ہو سکی۔ کیونکہ 29 مئی 1968ء کو 85 سال کی عمر میں اس پرانے خادم سلسلہ کا وصال ہو گیا۔

مرحوم نے خدمت سلسلہ کا اعلیٰ اور قابل تقلید نمونہ ہمارے لئے یادگار چھوڑا ہے۔

(الفضل 18- جون 1968ء)

حضرت حامد حسین خان صاحب میرٹھی

ان کا نام ان سے متعلقہ تمام خاندان کی زبان پر میاں بھائی کے نام سے مشہور تھا۔

میاں بھائی کا اصل وطن مراد آباد (یو-پی) تھا۔ آپ کے دادا محمد سعید خانصاحب ایک نیک اور متدین شخص تھے۔ جو سرسید مرحوم کے رفقائے کار میں سے تھے۔ جبکہ علی گڑھ کالج کی تعمیر ہو رہی تھی۔ محمد سعید خان صاحب سرسید کے مذہبی عقائد سے متفق نہ تھے۔ بلکہ اکثر اسی بارہ میں ان کی سرسید سے تکرار رہتی تھی۔ لیکن یہ اختلاف قومی تعمیری کاموں میں مانع نہ تھا۔

میاں بھائی مرحوم نے علی گڑھ میں ہی تعلیم پائی۔ اور ایف۔ اے کا امتحان پاس کر کے میرٹھ میں ملازم ہو گئے۔ خانصاحب ذوالفقار علی خان صاحب مرحوم بھی اس زمانہ میں میرٹھ میں ملازم تھے۔ اور میاں بھائی مرحوم کے مخلص دوست تھے۔ میاں بھائی عرصہ دراز تک کلکٹر ضلع میرٹھ کے پیشکار رہے۔ اور اپنی دیانت‘ حسن کارکردگی اور خلق اللہ کی ہمدردی کی وجہ سے بڑے نیک نام کثیر الاحباب اور مرجع خاص و عام تھے۔

خوش پوش‘ خوش خور‘ اعلیٰ درجہ کے مہمان نواز‘ نماز تہجد کے ہمیشہ پورے پابند۔ حلیم الطبع‘ منکسر المزاج‘ گفتگو میں نرمی اور متانت‘ زبان پاکیزہ اور سلیس چہرہ سرخ و سفید اور بہت دلکش‘ آپ سے ملنے والا آپ کی نیکی اور شرافت سے ضرور متاثر ہوتا۔ شکار کے شائق تھے۔ اور بندوق چلانے میں ماہر۔ اس وجہ سے عمر کے آخری تین سالوں کے سوا آپ کی جسمانی صحت بہت عمدہ رہی۔

پنشن پانے کے بعد آپ میرٹھ سے ہجرت کر کے قادیان آگئے۔ اور ایک عرصہ تک بطور نائب ناظر دعوت۔ کام کرتے رہے 1947ء میں تقسیم ملک کے بعد قادیان سے لاہور آئے۔ اور پھر شہر دادو (سندھ) میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور وہاں سے نقل مکانی کر کے کراچی میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ یکم جنوری 1964ء کو کراچی میں وفات پائی۔ آپ کا تابوت ربوہ لایا گیا۔ اور 3 جنوری 1964ء کو بعد نماز جمعہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی امامت میں اہل ربوہ نے مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی۔ جماعت احمدیہ لائل پور کے بہت سے دوست تابوت کے ہمراہ لائل پور سے ربوہ آئے۔ اور نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ اور مرحوم پچاسی سال کی عمر پا کر قطعہ رفقاء بہشتی مقبرہ ربوہ میں راحت گزیں ہوئے۔

قبلہ میاں بھائی 1904ء میں بمقام دہلی حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور بیعت کرتے وقت آپ پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ آپ روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔ اندر سے حضرت اماں جان نے پانی بھجوایا۔ پانی کے چھینٹے دینے سے آپ کو ہوش آیا۔ از آں دم تا ایں دم آپ سلسلہ حقہ کے وفادار اور جاں نثار خادم رہے اور تمام حالات میں جو سلسلہ پر گزرے ثابت قدم اور مستقل۔

میاں بھائی میرے والد صاحب مرحوم کے یکرنگ دوست تھے۔ 1920ء میں خاکسار کا نکاح آپ کی دختر سے ہوا۔ اس کے بعد مرحوم کی محبت۔ کرم فرمائی۔ حسن سلوک اور سب سے بڑھ کر مرحوم کی دعائیں میرے شامل حال رہیں۔ مرحوم کی نیکی اور اخلاص کی وجہ سے ہمارے دونوں کنبے آپس میں ایسے سموئے گئے۔ کہ گویا ایک ہی کنبہ ہے۔

اگست 1960ء میں آپ نے مجھے یاد فرمایا کہ ضرور آکر مل جاؤ۔ کراچی میں چند دن آپ کی خدمت میں رہ کر میں واپس آگیا۔ اور یہ آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ مرحوم کی سیرت کا ایک پہلو خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ مرحوم کے والد محمد حسین خانصاحب مراد آباد میں وکالت کرتے تھے میاں بھائی کی نوعمری میں ہی غالباً 1905ء کے قریب محمد حسین خانصاحب کی وفات ہو گئی۔ میاں بھائی اپنی والدہ کو میرٹھ لے آئے اور پھر میرٹھ سے قادیان‘ قادیان سے ہجرت کر کے اکتوبر 1947ء میں میاں بھائی کی والدہ لاہور پہنچ کر 93 سال کی عمر میں فوت ہو گئیں اس طرح تقریباً بیالیس سال تک میاں بھائی نے اپنی والدہ کی خدمت کی۔ لیکن یہ خدمت کس قسم کی تھی۔ تمام کنبے پر والدہ حاکم اور مختار اور منصرم بیٹا ماں کے ہر حکم پر گوش بر آواز اور چشم براہ۔ والدہ کے شدید سے شدید مطالبہ کو بخوشی پورا کرنا خاکسار نے مدتوں دیکھا۔ لا تقل لھما اف کا نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے۔ کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے اور اس ارشاد مبارک کا یہ پہلو بھی سمجھنے کے قابل ہے۔ کہ جس گھر میں بیٹا ماں کا فرمانبردار اور اطاعت گزار ہو۔ وہ گھر بجائے خود اطمینان اور راحت کی جنت بن جاتا ہے۔ میاں بھائی مرحوم کے گھر کی یہی حالت رہی اور ہر چھوٹا بڑا میاں بھائی کے نقش قدم پر چل کر دادی اماں کا مطیع رہا۔ اسی نیکی کی برکت ہے کہ مرحوم کی اولاد واحفاد اور باقیات صالحات 78۔ افراد پر مشتمل ہے۔ جو مختلف خاندان اور کنبے ہیں لیکن مرحوم کی نیکی اور محبت کی وجہ سے بفضل خدا یہ تمام کنبے آپس میں اتحاد و اتفاق کی نعمت سے بہرہ ور ہیں۔ اللّٰھم زد فزد خدا تعالیٰ ان سب کا کفیل و کارساز ہو۔ اور سب کو میاں بھائی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں حضرت مسیح موعود کے قرب میں جگہ دے۔

(مضامین مظہر ص 90)

محترم مرزا غلام رسول صاحب پشاوری

مرحوم میرے یکرنگ اور بے تکلف دوست تھے۔ 1923ء میں جب شدھی کی تحریک کے خلاف جماعت احمدیہ نے مدافعانہ محاذ قائم کیا۔ تو ہم دونوں کو اکٹھے کام کرنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد وہ بہت ہی اخلاص اور محبت سے ملتے رہے ازراہ دوست نوازی کپور تھلہ بھی گئے۔ اور ہجرت کے بعد یہاں لائل پور بھی تشریف لائے۔ وہ اکثر مجھ سے ملتے۔ اور جب بھی ملاقات ہوتی ہنستے ہوئے۔ "میرے وکیل صاحب" کہہ کر مجھے مخاطب فرماتے۔ یہ ایک تلمیح تھی۔ جس سے گزشتہ رفاقت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا تھا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ 1923ء میں مرحوم تین ماہ کی رخصت لے کر جہاد کے لئے آئے۔ تو موضع اسپار ضلع متھرا میں ان کی تعیناتی ہوئی۔ گاؤں میں ایک کچا کوٹھا بیت الذکر کے نام سے موسوم تھا۔ اس کے ساتھ ایک چھپر تلے انہوں نے تنہا اپنا ڈیرا جمایا۔ اور کام شروع کیا۔ اور اس خوبی اور حسن تدبیر سے کام کیا۔ کہ قرب وجوار کے آریہ پرچارک اپنی چالبازیوں میں ناکام اور معاندین اپنی دراندازیوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غائب و خاسر ہو کر رہ گئے۔ دونوں قسم کے مخالفین کو ایک ایسے ذہین اور فطین حریف سے پالا پڑا تھا۔ جو ہر جوڑ کا توڑ اور ہر زہر کا تریاق ان کے مقابلے میں اپنے پاس مہیا رکھتا تھا۔

اسی طرح یہ کام جاری تھا۔ کہ عیدالاضحیہ آ گئی۔ مرزا صاحب مرحوم نے قربانی کا گوشت گاؤں والوں میں تقسیم کیا۔ تو شدھی قبول کرنے والوں کے کام و دہن بھی اس سے محروم نہ رہے۔ آریہ پرچارکوں کو جب اس کا علم ہوا۔ تو وہ سر پیٹ کر رہ گئے۔ آخر ایک بڑا مجمع کر کے انہوں نے اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ کہ اس مولوی نے گوشت کی چند بوٹیوں سے تمہارا دھرم بھرشٹ کر دیا۔ اور ہمارا صرف کثیر اور محنت سب اکارت گئے۔

نتیجہ یہ تھا تیس چالیس بلوائیوں نے مولوی صاحب مرحوم پر ہلہ بول دیا۔ انہیں زدو کوب کیا اور چھپر ان کے اوپر گرا دیا۔ پھر انہیں زمین پر گھسیٹا اور قتل پر آمادہ ہو گئے۔ لیکن انہی میں سے چند ملکانے جو مولوی صاحب کے زیر بار احسان تھے مانع آئے مولوی صاحب مرحوم کی جان سلامت رہی۔ پھر انہوں نے تقاضا کیا کہ ہمارے گاؤں سے نکل جاؤ۔ مرحوم نے مومنانہ عزم و استقلال سے جواب دیا کہ یہ گاؤں میرے امام نے میرے سپرد کیا ہے۔ میں اپنا کام کسی صورت میں چھوڑ نہیں سکتا۔

ایسے پر خطر ماحول میں برابر اپنے فرض پر جمے رہے۔ آگرہ ہمارا مرکز تھا۔ وہاں بھی بعد میں اطلاع ہوئی۔ مرحوم کا یہ نمونہ ایسا اعلیٰ تھا کہ خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور ہمارے دوستوں کے حوصلے بلند سے بلند تر ہو گئے۔

حالات کا تقاضا تھا کہ مجرموں کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔ تاکہ دوسرے مربیان کے خلاف اس قسم کی شرارتیں آریوں کی طرف سے برپا نہ ہوں۔ اور اس کا قوی احتمال بھی تھا۔ پولیس نے بعد تفتیش ملزمان کا چالان نہ کیا۔ تو مولوی صاحب مرحوم کی طرف استغاثہ دائر ہو گیا۔ اور شہر متھرا میں بعدالت انگریز مجسٹریٹ فرامپٹن سماعت شروع ہوئی۔

ان دنوں سفر دور و نزدیک کرنے پڑتے تھے۔ ساتھ نہ سامان نہ بستر۔

بارہا ایسا اتفاق ہوا۔ کہ کچھ رات گئے گاڑی متھرا اسٹیشن پر پہنچی۔ کوئی ٹھکانا تو تھا نہیں۔ ہم پلیٹ فارم پر ہی ایک طرف چادر بچھا کر پڑ رہتے۔ اور مرزا صاحب مرحوم کی زندہ دلی اور خوش طبعی سے باتوں باتوں میں وقت کٹ جاتا اور وہ خود ان کاموں میں ایسی لذت اور سرور محسوس کرتے تھے۔ کہ گویا کوئی مشکل کوئی بات ہی نہیں۔ مرحوم اس وقت جوڈیشل کمشنر پشاور کے ریڈر تھے۔ اور اپنی قابلیت اور دیانت کی وجہ سے ممتاز اور معتمد علیہ۔ ناموافق حالات کے ماتحت مقدمہ کی کامیابی بظاہر مشکل نظر آتی تھی۔ لیکن مرحوم کی ذہانت، تدبیر اور خصوصاً شبانہ روز دعاؤں نے اس مہم کو آسان کر کے چھوڑا۔ مقدمہ کی پیشی کے دن مرحوم کا قاعدہ تھا کہ احاطہ عدالت میں ایک طرف جا کر عالم تنہائی میں گھنٹوں سر بسجود اور دست بدعا رہتے اور جب مقدمہ کے لئے آواز پڑتی تو اکثر وہ جائے نماز سے اٹھ کر ہی عدالت کے کمرے میں جاتے۔ یہی ان کا معمول اور وظیفہ تھا۔ اور بااین ہمہ ان کی خود اعتمادی زندہ دلی اور بے تکلفی میں ذرا فرق نہ آتا تھا۔

ہر وقت خوش نظر آتے تھے۔ اور میں انہیں زندہ دل صوفی کہا کرتا تھا۔ اس زمانے کی ڈائری اتفاق سے میرے پاس محفوظ رہ گئی ہے۔ جس کا ایک ورق مندرجہ بالا کیفیت کا آئینہ دار ہے اور یہ تاریخ فیصلہ مقدمہ سے متعلق ہے۔

3۔ اکتوبر 1923ء بروز بدھ ساڑھے نو بجے کچہری پہنچے۔ بیم و رجا میں انتظار و دعا کرتے رہے۔ اتنے میں بارہ بج گئے۔ ہاں رات پیشکار صاحب کو خواب آیا کہ چلتے چلتے ان کی ایڑیاں زخمی ہو گئیں۔ کسی نے مرہم لگایا اور اچھی ہو گئیں۔ اسی شب مجھے دو خواب آئے۔ ایک میں مجسٹریٹ سے میں کہہ رہا ہوں۔ کہ مقدمہ صاف ہے سزا کیوں نہیں دیتے۔ اس نے کہا کہ مستغیث کا بیان کچھ کمزور ہے۔ میں نے کہا حالات کے ماتحت ایسا ہی بیان ہونا چاہئے تھا۔ اس نے کہا اچھا میں سزا تجویز کرتا ہوں۔ اور ایک ملزم تو خود مجھے آ کر کہہ گیا ہے۔ کہ اس کے دو بید لگا دو۔ اور فیصلہ لکھنا شروع کیا۔ اسی طرح پیشکار صاحب کو اسی شب خواب آیا کہ عبداللہ سقا ساکن اسپار نے ایک سانپ ایک سوٹی میں بند کر کے دیا۔ اور چوہدری فتح محمد صاحب نے اسے مار ڈالا صبح ہم نے ایک دوسرے کو خوابیں سنائیں۔ اور کچہری روانہ ہوئے ایک بجے کے قریب آواز پڑی۔ سولہ ملزمان میں سے تیرہ کو سزا ہوئی اور ایک ایک سال کے لئے حفظ امن کی ضمانتیں ملزمان سے لی گئیں اور جرمانہ میں سے یکصد روپیہ مستغیث کو ہرجانہ دلایا گیا۔ ہمارے دل سجدے میں جھک گئے۔ لپک کر ڈاک خانہ گئے۔ تار بخدمت حضرت صاحب اور خطوط لکھے گئے۔ ملزمان اور ان کے آریا مربی اور وکلاء مبہوت اور ہم اور ہمارے ملکانے ہمراہی مسرور تھے۔ پیشکار صاحب اسی وقت اسپار جانے کے لئے مشتاق تھے۔ لیکن صلاح ٹھہری۔ کہ اس رات پیشکار صاحب اسپار کی بجائے مانا کے ننگلے ٹھہریں۔ سردار خاں آ کر اطلاع دے خیال ہے کہ فوری رنج کا اثر زائل ہو کر صبح دیہہ میں امن ہو جائے گا۔ دوسرے دن سات اخبارات کے نام فیصلہ مقدمہ کی تاریں دے دی گئیں۔"

مرحوم عجیب مستقیم الحال انسان تھے۔ مقدمہ ختم ہوتے ہی اپنے کام پر جا ڈٹے۔ پھر وہی بیت الذکر کا کچا کوٹھا وہی چھپر، اور پھر وہی خدمت کا سلسلہ تھا۔ اور پھر

حریفاں را نہ سرماند و نہ دستار

اس کے ایک ماہ کے بعد بہت سے ملکانے موضع اسپار کے باشندے واپس دین میں داخل ہوئے۔ اور مولوی صاحب کی دعائیں مستجاب ہوئیں۔ مضمون لمبا ہو گیا۔

لیکن تین باتیں ابھی قابل ذکر ہیں۔ ایک دن مولوی صاحب مرحوم بڑے غمناک لہجے میں فرمانے لگے۔ کہ بھئی میں نے تو ابھی وہ کام نہیں کیا جو کرنا چاہئے تھا۔ تین ماہ کی رخصت لے کر دوبارہ آؤں گا۔ اس قدر اخلاص و ایثار کے باوجود ان کا یہ بے ساختہ انکسار بہت ہی درد انگیز تھا انہیں ایام میں اسپار کے آریہ پرچارک نے کچھ حلوہ پوری ایک تہوار کی تقریب پر مولوی صاحب کے لئے بھیجا۔ مرحوم فوراً اس کی چال کو بھانپ گئے۔ اور لانے والے کو سختی سے ٹوکا۔ کہ پنڈت جی سے جا کر کہہ دو کہ "عطائے تو بخشیدم بہ لقائے تو۔ یہ ناپاک کھانا ہم نہیں کھا سکتے۔ بات یہ تھی کہ آریوں کی عامیانہ اور چلتی ہوئی دلیل ان دنوں میں ایک یہ بھی تھی۔ کہ (احمدی) ادنیٰ ہوتے ہیں۔ اس لئے ہندوؤں کے ہاتھ کا کھا لیتے ہیں۔ اور ہندو اعلیٰ ہونے کی وجہ سے احمدی کے ہاتھ کا نہیں کھاتے۔ مربیان کو ان ایام میں خصوصیت سے ہدایت تھی۔ کہ ہندوؤں کے ہاتھ کی کوئی چیز قطعاً نہ کھائیں۔ استغاثہ کے دو گواہ غیاثی اور سردار خان نامی موضع اسپار کے دو ملکانے تھے۔ جنہوں نے مولوی صاحب کے فیض صحبت کی بدولت بڑی ہمت دکھائی۔ اور اپنے دیہہ کے خلاف بحق استغاثہ سچی شہادت دی تھی۔ اس کے بعد دیہہ میں ان کا رہنا آسان نہ تھا۔ دونوں قادیان چلے گئے۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ مولوی صاحب مرحوم کئی سال تک اپنے پاس سے ماہانہ وظیفہ ان کو دیتے رہے۔ بغیر نام و نمود کے اور محض حسبۃ للہ یہ تھے۔ اور یہ ہیں مرزا غلام رسول صاحب پشاوری۔ مرحوم کی باقیات الصالحات میں سے کئی فرزند ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور برسرکار۔ خدا تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ان کے شامل حال رکھے۔ اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

(مضامین مظہر ص 93)

☆......☆......☆......☆

محمد ہادی صاحب

شہد کے خواص

شہد کو قرآن مجید میں شفاء للناس کہا گیا ہے ترقی یافتہ سائنس کا موجودہ دور قرآن مجید کے اس قول کو تسلیم کر چکا ہے کیونکہ شہد انسانی صحت کے لئے بیشتر فوائد کا حامل ہے اور لاجواب ٹانک ہے اطباء کے نزدیک اس قدرتی ٹانک کے مقابلہ میں کوئی وٹامن نہیں ہے۔ سائنس دانوں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ شہد میں شکر، گوند، پھولوں کے زیرے اور ڈکسٹرین شامل ہیں اور معدنی اجزاء مثلاً فولاد، کیلشیم، سوڈیم، تانبا، میگنیشیم، پوٹاشیم اور وٹامن سی اس میں پائے جاتے ہیں مگر مصنوعی طور پر شہد تیار نہیں کیا جا سکا۔

شہد کی مکھیاں سخت محنت کی قائل ہیں اور ساری زندگی جفاکشی اور مشقت برداشت کر کے شہد تیار کرتی ہیں۔ اگر کوئی شہد کی مکھی سست ہو جائے اور چھتہ سے باہر نہ جائے تو رانی مکھی اسے کاٹ کر باہر پھینک دیتی ہے تاکہ وہ دوسری مکھیوں پر بوجھ نہ بنے۔ مختلف سائنس دان اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ ایک کلو شہد تیار کرنے کے لئے ان مکھیوں کو تقریباً اسی ہزار پھلوں، پھولوں اور سبزیوں کا رس چوسنا پڑتا ہے۔ اور ایک کلو شہد جمع کرنے کے لئے مکھیوں کو تقریباً 80 لاکھ مرتبہ جانا پڑتا ہے۔

ایک چھتے کی تیاری میں تقریباً ایک لاکھ مکھیاں کام کرتی ہیں۔ مکھیوں کی محنت اور کارکردگی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ایک مکھی اپنی ساری زندگی میں صرف ایک چمچہ بھر شہد جمع کر سکتی ہے۔

شہد کی مکھیاں جن پھلوں اور پھولوں سے رس حاصل کرتی ہیں۔ اطباء کے نزدیک وہ سب انسانی صحت کے لئے بہت ضروری ہیں۔ ان پھلوں اور پھولوں میں سے چند درج ذیل ہیں۔

کھجور، انناس، انار، امرود، آلوچہ، آڑو، بادام، پودینہ، پیاز، تربوز، خوبانی، گلاب، گیندا، لوکاٹ، بیٹھا، مولی، نارنگی، مٹر، کیلا، لیموں، خربوزہ، کھیرا، جامن، سیب، ناشپاتی، اور دیگر روح افزاء پھل، پھول اور سبزیاں۔

شہد کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ فوری اثر کرتا ہے۔ اور انسانی بدن کو فوری قوت بخشتا ہے۔ شہد معدے میں پہنچتے ہی جزو بدن بن جاتا ہے۔ اور فوری طور پر کمزوری کو دور کرتا ہے۔ تمام میٹھی اشیاء کے استعمال سے جسم میں چربی بڑھتی ہے لیکن شہد کے استعمال سے چربی پیدا نہیں ہوتی۔ اس طرح شہد کا استعمال موٹاپے کو کم کرتا ہے۔ شہد کے مسلسل استعمال سے چہرہ صاف و شفاف ہو جاتا ہے۔ اور داغ دھبے اور چھائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ جن ملکوں میں شہد بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ وہاں کے باشندوں کی عمریں دراز ہوتی ہیں۔ نیز شہد بدن کی خشکی کو دور کرتا ہے اور نظام ہضم کو تیز کرتا ہے۔ شہد کی ایک خوبی یہ ہے کہ ہر حالت میں اپنی انفرادیت برقرار رکھتا ہے۔ کیونکہ شہد کے اندر کوئی جراثیم زندہ نہیں رہ سکتے۔ اور شہد لمبے عرصہ تک خراب نہیں ہوتا۔

ہاپکنز یونیورسٹی کے پروفیسر ای وی میکالم کا کہنا ہے کہ شہد بہترین حفاظتی اور مدافعتی غذا ہے۔ ممتاز ماہرین اغذیہ کا کہنا ہے کہ شہد دل کے اعصاب کو تقویت بخشنے کا موثر ذریعہ ہے۔ اور بے شمار ماہرین امراض قلب دل کی تقویت کے لئے شہد تجویز کرتے ہیں۔

الغرض شہد کے بیش بہا فوائد ہیں۔ آنکھ اور سر کی بیماریوں میں شہد شفا دیتا ہے۔ بالوں کا گرنا بند کرتا ہے۔ کان کے امراض میں فائدہ دیتا ہے۔ اور سینے اور حلق کی بیماریوں میں علاج کا باعث بنتا ہے۔ دانتوں کے امراض میں بھی شہد مفید ہے۔ اور دائمی قبض کے لئے شہد اکسیر ہے۔ جوڑوں کے درد شہد کے استعمال سے رفع ہوتے ہیں۔ اور امراض نسواں اور بچوں کے امراض میں شہد کا استعمال تندرستی بخشتا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ احمدیت کا ایک ورق

مکرمہ زاہدہ خانم صاحبہ

ربوہ میں حصول آب رسانی کی مشکلات

ربوہ کے بے آب و گیاہ میدان میں جو عام سطح زمین کی نسبت بہت بلند مقام ہے پانی کا حصول کوئی آسان کام نہ تھا۔ جتنے بھی نلکے لگائے گئے ان کا پانی کڑوا اور بدذائقہ نکلا اور جب ڈاکٹروں کو دکھایا گیا تو انہوں نے اسے ناقابل استعمال قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں ربوہ کی بے آب و گیاہ بستی کو ایک نئی تجلی کے لئے چنا وہاں پانی کے چشمے جاری کرنے کے بھی عظیم الشان نشان ظاہر فرمائے۔ جن کو ہزاروں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھا اور اس بات کے لئے گواہ ٹھہرے کہ اس غیر ذی زرع زمین میں پانی کے حصول کا زندہ معجزہ رونما ہوا۔ جبکہ اس پتھریلی اور بے آب و گیاہ بستی میں ابتدائی مراحل میں پانی کا حصول ناممکن ہی نہیں بلکہ اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں سے گزرنے والی مثال تھی۔ لیکن حضرت المصلح الموعود کی دعاؤں اور دردمندانہ تضرعات کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ربوہ میں پانی کا حصول نہ صرف ممکن بنا دیا بلکہ چشمہ بہادیا۔

مورخہ 21۔اپریل 1949ء کو ربوہ سے لاہور جاتے ہوئے حضرت المصلح الموعود پر کشفی حالت طاری ہوئی جس میں حضور نے دیکھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے ہیں ؎

جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب
پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہا دیا

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے لاہور 22۔اپریل 1949ء کو بیت الاحمدیہ بیرون دہلی دروازہ میں اپنے خطاب میں فرمایا۔

"پاؤں کے نیچے سے مراد یہ ہے (۔) خدا تعالیٰ میری دعاؤں کی وجہ سے پانی بہاوے گا۔ یہ ایک محاورہ ہے جو محنت اور دعا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے ہم نے اپنا پورا زور لگا دیا تاکہ ہمیں پانی مل سکے لیکن ہم کوششوں میں کامیاب نہ ہوئے۔ اب خدا نے میرے منہ سے یہ نکلوایا ہے کہ ربوہ میں پانی صرف تیری دعاؤں ہی کی وجہ سے نکلے گا۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ پانی کب نکلے گا لیکن بہرحال یہ الہامی شعر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی صورت ایسی ضرور پیدا کر دے گا جس کی وجہ سے ربوہ میں پانی کی کثرت ہو جائے گی" انشاء اللہ

حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی نے جو ان دنوں پانی نکلوانے کے کام کی نگرانی فرما رہے تھے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے پانی کی قلت کی وجہ سے حضور کے مندرجہ بالا الہام کے بارہ میں سوچا اور حضرت المصلح الموعود کے ذاتی قطعات اراضی کے شمال مغربی کونے میں نہایت دردمندانہ دعاؤں سے کنوئیں کی کھدائی شروع کرا دی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں مسلسل دعاؤں کی درخواست کرتا رہا۔ چنانچہ حضور انور کی دعاؤں کی وجہ سے بافراط پانی نکل آیا۔ اور اس میں ٹیوب ویل لگا دیا گیا گویا عین حضور کے قدموں کے نیچے سے پانی نکل آیا۔

پانی کی مشکلات کا تذکرہ کرتے ہوئے قریشی فضل حق صاحب بیان کرتے ہیں۔ "چونکہ ربوہ میں کوئی نلکا نہیں تھا اور پانی دور دور سے لانا پڑتا تھا۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ ربوہ میں چنیوٹ والوں سے ایک نلکا لگوایا جائے۔ لیکن جب ہم چنیوٹ والوں کے نلکا سازوں کے پاس گئے تو انہوں نے مایوسی کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ ہم نے اس جگہ کافی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی۔

آپ مزید بیان کرتے ہیں کہ چونکہ خاکسار کو نلکوں کا تجربہ تھا اس لئے یہ کام میرے سپرد کیا گیا اور میں نے مزدور لے کر کام شروع کر دیا جس جگہ بورنگ کیا گیا وہاں 70 فٹ تک بھی پانی نہ نکلا ایک ماہ کی کوشش کے بعد جب ہم نے دوسری جگہ بورنگ شروع کیا تو 35 فٹ تک جا کر ہمارا پائپ پھنس گیا۔ کافی کوشش کی مگر پائپ نہ نکلا۔ آخر گڑھا کھودا گیا اسی دوران حضرت المصلح الموعود کچھ دیر کے لئے لاہور سے ربوہ تشریف لائے جونہی حضور کا مبارک قدم ربوہ کی سرزمین پر پڑا ہمارا پھنسا ہوا پائپ نکل آیا۔ اور پھر بورنگ شروع کیا اور چند گھنٹوں میں پانی پائپ تک پہنچ گیا۔ حضرت المصلح الموعود نماز ظہر کے بعد مجلس عرفان فرما رہے تھے کہ ہمارا نلکا لگ گیا۔ میں وضو کر کے خیمہ کے اندر داخل ہوا تو لوگوں نے کہا مستری فضل حق آ گئے ہیں حضور نے فرمایا پانی کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا حضور پانی نکل آیا ہے۔ اس پر حاضرین نے بلند آواز سے الحمدللہ کہا۔ اس پر حضور مزید تفصیلات پوچھتے رہے۔ میں نے کہا کہ حضور آپ کی ربوہ آمد ہمارے لئے زندہ معجزہ ہے۔ کیونکہ ہم ایک ماہ سے لگاتار کوشش کر رہے تھے۔ اور کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی لیکن حضور کی تشریف آوری کی برکت سے چند گھنٹوں میں نلکا لگ گیا۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ یہاں سے 500 قدم مغرب کی طرف اور ریلوے لائن سے 150 فٹ پر ایک اور نلکا لگائیں۔ چنانچہ خاکسار نے حضور کی ہدایت کے مطابق بورنگ شروع کر دیا اور جلد ہی وہاں نلکا لگ گیا۔ حضور دوبارہ ربوہ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ حضور کے ارشاد کے ماتحت نلکا لگ گیا ہے اور بفضل خدا پانی اچھا نکلا ہے حضور نے پانی پی کر فرمایا یہ پانی مکمل میٹھا نہیں۔ تم اس کے مغرب کی طرف نلکے لگاؤ اور لگاتے چلے جاؤ چنانچہ مغرب کی طرف پانی میٹھا نکلتا ہی چلا گیا۔ شروع شروع میں جب ہم نلکا لگانے کی کوشش کر رہے تھے تو اردگرد کے دیہاتی ہمیں کہتے کہ یہاں بڑے بڑے سرمایہ داروں نے کوشش کی ہے اور کامیابی نہیں ہوئی تمہیں کیسے ہو سکتی ہے۔ لیکن جب حضور کی دعاؤں سے نلکے لگ گئے تو یہی لوگ کہنے لگے کہ ان کا پیر بڑا طاقتور ہے یہ پانی شہیدوں نے بند کیا ہوا تھا ان کے پیر نے کھول دیا ہے۔"

(بحوالہ ربوہ مصنف ملک خادم حسین صفحہ 102 تا 105)

مندرجہ بالا تحریرات سے یہ امر بخوبی عیاں ہو جاتا ہے کہ ربوہ میں پانی کا میسر آنا کس قدر کٹھن کام تھا لیکن آج حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دعاؤں سے بسائی ہوئی بستی میں اعلیٰ اور شیریں پانی کی اس قدر کثرت اور فراوانی ہے کہ نلکے جو ایک نعمت غیر مترقبہ تھے آج بہت کم نظر آتے ہیں۔ میٹھا اور لذیذ پانی اس کثرت سے ربوہ میں موجود ہے کہ اس کی بدولت ربوہ ایک سبزہ زار اور اس کی سرزمین باغ و بہار کا سماں پیش کر رہی ہے۔ اور اکثر گھروں میں اس میٹھے پانی کی بدولت کثرت سے پودے سبزیاں اور سایہ دار درختوں کے خوبصورت مناظر نظر آتے ہیں اور خدائے رحیم و کریم کی حمد سے دل بھر جاتا ہے اور بے اختیار حضرت المصلح الموعود کے لئے دل کی گہرائیوں سے یہ دعا نکلتی ہے۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

☆......☆......☆......☆

سید ظہور احمد شاد صاحب

ایٹمی توانائی کی تاریخ

طاقت اور توانائی کی اس زمانہ میں اتنی اہمیت بڑھ گئی ہے کہ کسی بھی ملک کے لئے ترقی یافتہ ہونے کے لئے یہ ایک ضروری عنصر بن گیا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک سب سے زیادہ توانائی پیدا کرتے اور استعمال کرتے ہیں۔ فی کس توانائی کے استعمال کی مقدار میں ایک ایسا پیمانہ ہے جس سے آپ کسی بھی ملک کی ترقی کی حالت اور رفتار کا اندازہ آسانی سے لگا سکتے ہیں جس ملک کی بھی فی کس بجلی کی کھپت زیادہ ہو گی وہ اتنا ہی زیادہ ترقی یافتہ ہو گا۔

شروع آفرینش سے طاقت کا ذریعہ خود انسان کی اپنی قوت بازو ہوتی تھی۔ پھر انسان نے اس کے لئے جانوروں کا استعمال شروع کیا یہ ایک بہت بڑی پیش رفت تھی۔ اس کے بعد بھاپ کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جانے لگا تو اس کی وجہ سے صنعتی انقلاب برپا ہوا۔ پھر بجلی شمسی توانائی۔ ہوا۔ پانی۔ سمندر کی لہروں۔ گیس کا استعمال اسی مقصد کے لئے مختلف ملکوں اور علاقوں میں کیا گیا۔ لیکن بجلی ان سب پر بازی لے گئی اور آج دنیا کا کوئی ملک بجلی کے بغیر زندہ رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اس صدی کے شروع میں جرمن سائنس دان آئن سٹائن نے یہ نظریہ پیش کیا کہ قوت اور مادہ کو ایک دوسرے میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اور اسی وجہ سے دونوں یعنی قوت اور مادہ کو نہ تو پیدا کیا جا سکتا ہے نہ ہی ان کو فنا کیا جا سکتا ہے۔ آئن سٹائن نے اپنی اس تھیوری سے تحقیق اور مطالعہ کا ایک نیا باب کھول دیا۔ سائنس دان اس کوشش میں لگ گئے کہ قوت جو مادہ میں مخفی ہے اسے کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے اور انسانی بہبود کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

آخر کار 1936ء میں دو سائنس دان ہیبر اور سٹریس مین اس کوشش میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے ایٹم کے مرکزہ کو پھاڑنے کا طریقہ معلوم کر لیا۔

اس کے بعد جرمنی اور اتحادیوں میں جنگ عظیم دوئم چھڑ گئی اور سائنس دانوں نے امریکہ میں 1942ء میں جنگی ضروریات کے تحت سب سے پہلا خودکار ایٹمی چین ری ایکشن (Self Sustaining nuclear Chain reaction) کرنے کا طریقہ معلوم کر لیا اور پھر اسی سے آگے بڑھتے ہوئے ایٹم بم بھی بنا لیا جس نے جاپان کے دو شہروں میں وہ تباہی پھیلائی کہ آج بھی اس منظر کا خیال روح فرسا ہے۔

بہرحال جنگ کے خاتمہ پر ایسے ری ایکٹر بنائے گئے جن سے اٹامک ری ایکشن کے ذریعہ توانائی حاصل کی جا سکتی تھی۔ لیکن اس ری ایکٹر میں جو توانائی خارج ہوتی ہے اس کا صرف بہت ہی قلیل حصہ استعمال کیا جا سکتا ہے آپ اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک ایٹم میں کس قدر توانائی کا خزانہ مخفی ہوتا ہے۔ یا اس کا اندازہ اس طرح لگائیے کہ ایک پونڈ یورینیم میں جو توانائی محفوظ ہوتی ہے اتنی مقدار میں توانائی حاصل کرنے کے لئے 30 لاکھ پونڈ کوئلہ جلانا پڑے گا۔

تمام دنیا میں سائنس دان اب بہتر ری ایکٹر بنانے کی کوششیں کر رہے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ آئندہ دنیا کی توانائی کی طلب صرف اٹامک انرجی ہی پورا کر سکتی ہے۔ اسی لئے ہر ملک جو اس انرجی کے پیدا کرنے کا متحمل ہو سکتا ہے وہ اس کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں معلوم ہوتا جب توانائی کا مسئلہ ایٹمی توانائی کے ذریعے ہمیشہ کے لئے حل کر دیا جائے گا۔

بندر اور حساب

بیچارے بندروں نے خدا جانے کون سا قصور کیا ہے کہ سائنس دان ان پر آئے دن مختلف قسم کے تجربات کرتے رہتے ہیں اور لوگوں کی حیرانی کا موجب بنتے ہیں۔

پہلے بندروں سے چھوٹے موٹے کام تو لئے جاتے تھے۔ لیکن ان کو حساب پڑھانے کی کسی کو نہ سوجھی تھی۔ اب کولمبیا یونیورسٹی کے سائنس دانوں نے دعویٰ کیا ہے کہ بندر ایک سے 9 تک گنتی کر سکتے ہیں۔ جبکہ اس سے پہلے فرانس کے ایک سائنس دان نے اپنے تحقیقی مقالہ میں کہا تھا کہ جانور اور پرندے چونکہ زبان کے ذریعہ بات چیت نہیں کر سکتے اس لئے وہ گنتی بھی نہیں کر سکتے۔

کیا کہا جا سکتا ہے کہ اگر اس سائنس میں پیش رفت جاری رہی تو بندر اکاؤنٹس کے شعبہ میں بھی کام کرتے نظر آئیں گے اور چونکہ انہیں کوئی تنخواہ وغیرہ نہیں دینی پڑے گی اس لئے وہ انسانی اکاؤنٹنٹس (Accountants) کا سستا نعم البدل بن جائیں۔

حیران ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشاہدۂ فطرت

گلہری اور اس کی اقسام

گلہری کا خاندان بہت بڑا ہے۔ اس خاندان کے افراد سوائے آسٹریلیا' مڈغاسکر اور جنوبی امریکہ کے دنیا کے ہر خطے میں پائے جاتے ہیں۔ ان جانوروں کے منہ میں دونوں جبڑوں میں دو تیکھے دانت ہوتے ہیں جو مسلسل نشوونما پاتے رہتے ہیں۔ اس خاندان کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلی قسم وہ ہے جو زمین پر رہتی ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو درختوں پر بسیرا کرتی ہے درختوں میں رہنے والی گلہریاں درختوں کے کھوکھلے تنوں میں اپنا گھونسلہ بنا لیتی ہیں یا پھر پرندوں کی طرح شاخوں کے اندر سوکھی ٹہنیوں اور تنکوں کی مدد سے گھونسلے بناتی ہیں۔ جب کہ زمین پر رہنے والی گلہریاں زیر زمین بلوں میں اپنا وقت گزارتی ہیں۔

سخت سردی یا سخت گرمی کے موسم میں گلہریاں اپنے گھونسلوں میں یا بلوں میں کچھ عرصہ سو کر گزارتی ہیں اور اس عرصہ میں اتنی خوراک پر ہی گزارہ کرتی ہیں۔ جو اس مقصد کے لئے انہوں نے اپنے گھونسلوں یا بلوں میں اکٹھی کی ہوتی ہے۔ گلہری خاندان کے تمام جانوروں کی دم خوب گھنی ہوتی ہے اگرچہ درختوں پر رہنے والی گلہریوں کی دم دوسری گلہریوں سے کچھ زیادہ ہی گھنی ہوتی ہے۔

وہ گلہریاں جو درختوں پر اپنا بسیرا کرتی ہیں ان کی دو سو سے زائد قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

ان میں جسامت اور رنگ کا فرق ہوتا ہے مگر عادات سب کی ملتی جلتی ہیں۔ اگرچہ یہ گلہریاں زیادہ عرصہ درختوں پر گزارتی ہیں مگر یہ زمین پر بھی آزادی سے گھومتی پھرتی ہیں۔ ان کی زیادہ تر خوراک درختوں کے پھل' نرم کونپلیں اور کیڑے مکوڑے ہیں۔ مگر بعض قسم کی گلہریاں پرندوں کے انڈے تک کھا جاتی ہیں۔ اور بعض ایسی بھی ہیں جو اپنے تیز دانتوں کی مدد سے درختوں کی چھال کو کتر کتر کر نیچے پھینک دیتی ہیں اور درخت کے گودے میں سے رس چوستی ہیں۔ اس طرح کئی ایک درخت پنپ نہیں پاتے اور جلدی مر جاتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ یہ گلہریاں اپنی پچھلی ٹانگوں پر بیٹھ کر اگلی ٹانگوں کو ہاتھوں کے طور پر استعمال کر کے اپنی خوراک کھاتی ہیں۔

گلہری کی اقسام

زمین پر رہنے والی گلہریاں عادات کے اعتبار سے درختوں پر رہنے والی گلہریوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ ایسی گلہریاں زیادہ تر شمالی علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔

مگر براعظم افریقہ میں بکثرت ایسی گلہریاں ملتی ہیں جو زمین دوز بلوں میں رہتی ہیں۔ ان کی جسامت درخت پر رہنے والی گلہریوں سے خاصی بڑی ہوتی ہیں۔

جسامت میں سب سے چھوٹی گلہری مغربی افریقہ میں پائی جاتی ہے اسے پگمی گلہری کہتے ہیں اس کا وزن صرف 15 گرام ہوتا ہے اور جسم کی لمبائی صرف آٹھ سینٹی میٹر ہوتی ہے جب کہ اس کی دم پانچ سینٹی میٹر لمبی ہوتی ہے۔ اس کے بالمقابل ایشیا کے بعض علاقوں میں ایسی گلہریاں بھی پائی جاتی ہیں۔ جو دم سمیت 85 سنٹی میٹر لمبی ہوتی ہیں۔

جنوب مشرقی ایشیا میں ایک ایسی قسم کی گلہری ملتی ہے جو رنگ میں سیاہ ہوتی ہے بہت بڑی ہوتی ہے اس کا وزن تین کلوگرام تک پہنچ جاتا ہے۔

امریکہ میں بھی دو قسم کی گلہریاں بہت بڑی ہوتی ہیں جن کے نام وڈ چک (Wood Chuck) اور مارموٹس (Marmots) ہیں۔ یہ بھی زیر زمین بلوں میں یا چٹانوں کے اندر جگہیں بنا کر رہتی ہیں۔ ان کی دم باقی جسم کی نسبت قدرے چھوٹی ہوتی ہے۔

ایک اور قسم کی گلہری بھی امریکہ میں پائی جاتی ہے۔ جسے "پریری کتا" کہتے ہیں مگر اس کی شکل کتے کی بجائے چوہے سے ملتی ہے۔ یہ بھی زیر زمین بل بنا کر رہتی ہے۔ امریکہ میں بعض علاقوں میں ان کی چھاؤنیاں بنی ہوئی ہیں جہاں پر ایک دوسرے سے مل کر رہتی ہیں۔ یہ گلہریاں علاقہ کے کسانوں کے لئے سخت خطرہ ثابت ہوتی ہیں۔ کیونکہ یہ فصلوں کا ستیاناس کر دیتی ہیں۔ زمین پر اگی موٹی نرم گھاس اور سبزہ ان کی مرغوب غذا ہے مگر یہ کیڑے مکوڑے بھی ہڑپ کر جاتی ہے۔ گلہریوں کی وہ اقسام جو جنوب مشرقی ایشیا میں آباد ہیں وہ اگرچہ دیکھنے میں دوسری گلہریوں کی طرح نظر آتی ہیں مگر ان کے رنگ زیادہ شوخ ہوتے ہیں ان کی دم چپٹی ہوتی ہے۔ یہ قسم بھی زمین میں رہتی ہے اور رات کو کیڑے مکوڑوں اور پھلوں کی تلاش میں نکلتی ہے۔

گرم ممالک میں بسنے والی گلہریاں سال میں کئی مرتبہ بچے دیتی ہیں لیکن سرد علاقوں میں سال میں دو مرتبہ یا ایک مرتبہ بچے دیتی ہیں۔ انگلستان میں پائی جانے والی سرخ گلہری سال میں دو مرتبہ بچے دیتی ہے جب کہ یورپ کے شمالی علاقوں میں گلہریاں سال میں صرف ایک مرتبہ بچے دیتی ہیں۔

دو سے چھ بچے

گلہریاں ایک وقت میں دو سے چھ بچوں تک کو جنم دیتی ہیں۔ نوزائیدہ گلہری کے جسم پر بال نہیں ہوتے اور ان کی آنکھیں چند ہفتوں تک بند رہتی ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ سرخ رنگ کی گلہری کا بچہ 26 یا 28 دن کے بعد آنکھیں کھولتا ہے جب کہ سیاہی مائل گلہری کا بچہ 27 دن کے بعد آنکھیں کھولتا ہے۔ تقریباً پانچ سے آٹھ ہفتوں کے بعد ان بچوں کے جسم ملائم بالوں سے بھر جاتے ہیں۔ اور وہ خود اپنی خوراک کی تلاش میں نکلتے ہیں۔

گلہریاں عام طور پر دو تا چھ سال تک زندہ رہتی ہیں۔ مگر بعض گلہریاں پندرہ سال تک زندہ دیکھی گئی ہیں۔

رنگت کے اعتبار سے

اقسام

رنگت کے اعتبار سے بھی گلہریوں کی کئی اقسام ہیں۔ یورپ اور شمالی ایشیا میں سرخ رنگ کی گلہری عام ہے جب کہ شمالی امریکہ میں سیاہی مائل پائی جاتی ہیں۔ ایشیا میں بعض گلہریوں کے جسم پر سفید دھاریاں بھی ہوتی ہیں۔ افریقہ میں ایک بہت بڑی گلہری پائی جاتی ہے جس کی دم کالی اور سفید ہوتی ہے۔ یہ زیادہ تر درختوں کے پھلوں پر گزارہ کرتی ہے۔ ایک اور قسم بھی افریقہ میں پائی جاتی ہے۔ جو سیاہ' سفید اور نارنجی رنگ کی ہوتی ہے۔

برطانیہ میں دو قسم کی گلہریاں پائی جاتی ہیں۔ سرخ رنگ کی اور سیاہی مائل۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ سرخ رنگ کی گلہری انگلستان کی اصل باشندہ ہے جب کہ سیاہی مائل گلہری 1876ء کے لگ بھگ امریکہ سے یہاں لائی گئی تھی اور جلد ہی افزائش نسل کی وجہ سے سارے ملک میں پھیل گئی۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ یہ دونوں اقسام ایک دوسرے کو زیادہ پسند نہیں کرتیں اکثر اپنے علاقہ سے دوسری قسم کو لڑ کر بھگا دیتی ہیں۔ یہ بات بھی تجربہ میں آئی ہے کہ سرخ رنگ کی گلہریاں انسانوں سے زیادہ مانوس ہیں۔ اگر آپ کسی پارک میں چہل قدمی کر رہے ہوں تو یہ گلہری بلاخوف آپ کے قریب آجائے گی اور اگر آپ کھانے کی چیز اس کی طرف پھینکیں تو وہ بڑے مزے سے اسے کھانے لگے گی۔

بعض دفعہ وہ آپ کے ہاتھ پر پکڑی ہوئی چیز کھانے میں کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتی۔ امریکہ کی طرح گلہری اب انگلستان کے بعض علاقوں کے لئے بھی خطرہ بن گئی ہے چنانچہ ایک اخباری اطلاع کے مطابق برطانوی محکمہ جنگلات کے حکام شمالی امریکہ سے آئی ہوئی سرمئی گلہری کے خلاف عنقریب اقدامات کرنے والے ہیں ان کے اندازے کے مطابق اب انگلستان کے جنگلات میں فی ہزار ایکڑ رقبہ پر اندازاً پندرہ ہزار گلہریاں موجود ہیں جنہوں نے گھنے درختوں کا 70 فیصد تباہ کر دیا ہے۔ محکمہ جنگلات کے افسران کا کہنا ہے کہ سرمئی رنگ کی ان گلہریوں کو تباہ کرنے کے لئے ہر ممکن طریقہ اختیار کیا جائے گا کیونکہ یہ پانچ ملین پونڈ کا نقصان ہر سال کر رہی ہیں۔

ان طریقوں میں زہر دے کر مارنے کا طریقہ بھی اختیار کیا جائے گا۔

(ہفت روزہ لاہور 10۔ اکتوبر 1998ء)

☆......☆......☆......☆

الفضل خود خرید کر پڑھئے

عالمی منظر

دنیا کی آبادی میں اضافہ

اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 1950ء میں دنیا کی کل آبادی اڑھائی ارب تھی جو کہ اگلی صدی کے شروع تک چھ ارب ہو جائے گی۔ اندازہ ہے کہ پچھلے پچاس سال میں آبادی میں اضافے کی شرح کے مقابلے میں اگلی نصف صدی میں یہ شرح کچھ زیادہ ہی ہوگی۔ اگلی نصف صدی میں ہونے والے کل اضافہ کا 90 فیصد آج کے ترقی پذیر ممالک میں ہوگا۔

رپورٹ کے مطابق پورے افریقہ کی آبادی اس وقت 77 کروڑ 85 لاکھ ہے یورپ کی 72 کروڑ 94 لاکھ ایشیا کی ساڑھے تین ارب۔ شمالی امریکہ کی 30 کروڑ 41 لاکھ ہے جبکہ جنوبی امریکہ کی کل آبادی 27 کروڑ 38 لاکھ ہے۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ یورپ دنیا کا واحد براعظم ہے جس کی آبادی مستقبل میں کم ہونے کی توقع ہے اور اندازہ ہے کہ یہ 2025ء تک 70 کروڑ گیارہ لاکھ ہو جائے گی۔

ایشیائی ممالک کے لحاظ سے سب سے زیادہ آبادی چین کی ہے جو ایک ارب بیس کروڑ ہے اور اگر ہانگ کانگ کو بھی ملا لیا جائے تو ایک ارب بیس کروڑ 63 لاکھ ہوتی ہے دوسرے نمبر پر بھارت ہے جس کی اس وقت آبادی 97 کروڑ 58 لاکھ ہے۔ انڈونیشیا 20 کروڑ 65 لاکھ اور چوتھے نمبر پر پاکستان ہے جس کی آبادی کا اندازہ اس وقت 14 کروڑ 59 لاکھ لگایا گیا ہے۔ اور بنگلہ دیش کی آبادی 12 کروڑ 40 لاکھ ہے۔

دنیا کی اس روز افزوں آبادی سے ہر کوئی ترساں و لرزاں ہے کیونکہ اس بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے تمام سماجی ضروریات مہیا کرنا مشکل نظر آتا ہے لیکن یہ صرف کم ہمتی کی بات ہے۔ جوں جوں آبادی بڑھ رہی ہے کام کرنے والے لوگوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ زرعی اور دیگر شعبوں میں ایسی محیر العقل ایجادات سامنے آ رہی ہیں کہ اگر ان سے پورا استفادہ کیا جائے تو تختہ ارض پر کوئی بھی انسان رات کو بھوکا نہیں سو سکتا اس لئے اس صورت حال کا یہ علاج سوچنا کہ آبادی کو کم کیا جائے بالکل غلط ہے۔ اس کی بجائے محنت اور کوشش کو بروئے کار لاتے ہوئے زمین۔ اور سمندروں میں چھپے ہوئے خزانوں کو تلاش کیا جائے تو ہر پیدا ہونے والا بچہ اپنا حصہ وافر مقدار میں پا سکتا ہے اور اپنی ساری زندگی خوش اسلوبی سے گزار سکتا ہے۔

چشمہ بچائیے

عینک کے مختلف شیشوں پر کی جانے والی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ ٹینس بال کی ہلکی ضرب بھی انہیں توڑنے کیلئے کافی ہوتی ہے۔ شیشے اور پلاسٹک کے لینس بآسانی ٹوٹ کر آنکھوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں' صرف پولی کاربونیٹ پلاسٹک کے لینس مضبوط ہوتے ہیں۔

OOO

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

تقریب رخصتانہ

○ عزیزہ مکرمہ راشدہ [illegible] صاحبہ بنت مکرم چوہدری رحمت علی ظفر صاحب کی تقریب رخصتانہ مورخہ 98-12-11 کو بعد نماز عصر منعقد ہوئی۔ اس موقع پر مکرم پروفیسر مبارک احمد صاحب طاہر صدر محلہ دارالبرکات ربوہ نے دعا کروائی ان کا نکاح 98-1-28 کو ہمراہ مکرم ظفراللہ خان صاحب ولد حمید اللہ صاحب دارالرحمت شرقی ربوہ بعوض حق مہر -/35000 روپے بیت المبارک ربوہ میں مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے پڑھا تھا۔ دولہا و دولہن محترم چوہدری محمد الدین صاحب مرحوم سابق منیجر کریم نگر سندھ کے نواسہ نواسی اور مکرم چوہدری محمد شریف صاحب [illegible] کے پوتا پوتی ہیں احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

نکاح

○ مکرم منیر احمد راجپوت صاحب ابن قاضی محمود احمد صاحب مرحوم آف کینیڈا کا نکاح ہمراہ عزیزہ سعیدہ بی بی قریشی بنت محمد حسین قریشی صاحب مرحوم پشاور مورخہ 98-11-13 بروز جمعہ مکرم انجینئر ارشاد احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ سرحد نے بیت الذکر سول کوارٹرز پشاور میں بعوض حق مہر 8000 ہزار کینیڈین ڈالر پر پڑھا۔ عزیزہ سعیدہ بی بی قریشی حضرت نبی بخش قریشی صاحب رفیق بانی سلسلہ احمدیہ کی پوتی ہیں آپ قادیان کے قریب گاؤں بھینی بانگر کے رہنے والے تھے۔ مکرم منیر احمد راجپوت حضرت قاضی محبوب عالم صاحب رفیق بانی سلسلہ احمدیہ مالک راجپوت سائیکل ورکس نیلہ گنبد لاہور کے پوتے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ یہ رشتہ جانبین اور احمدیت کے لئے باعث رحمت و برکت فرماوے۔ آمین۔

○ عزیزہ روبینہ بنت مکرم جمیل مرزا صاحب آف گوجرانوالہ حال مقیم امریکہ کا نکاح مورخہ 6- دسمبر 1998ء کو بیت الذکر گل روڈ گوجرانوالہ میں مکرم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ نے بعوض حق مہر ساٹھ ہزار روپے ہمراہ مکرم خرم منظور ابن مکرم چوہدری منظور علی صاحب ٹھیکیدار آف گجرات پڑھایا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو ہر جہت سے مبارک کرے اور مثمر باثمرات فرمائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بہترین گلاب

○ پندرہ اقسام کے بہترین گلاب خریدنے کے لئے گلشن احمد نرسری تشریف لائیں۔

(انچارج گلشن احمد نرسری)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سانحہ ارتحال

○ مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب ہیڈ ماسٹر صدر محلہ دارالعلوم غربی ثناء کی بیٹی مکرمہ قانتہ صاحبہ مورخہ 15- دسمبر 1998ء بروز منگل رات گیارہ بجے وفات پا گئیں۔ ان کی عمر 34 سال تھی۔ مورخہ 17- دسمبر کو بعد نماز عصر دارالعلوم غربی ثناء میں محترم صوفی محمد اسحاق صاحب نے جنازہ پڑھایا جس کے بعد قبر تیار ہونے پر محترم رفیق احمد ثاقب صاحب استاد نصرت جہاں اکیڈمی نے دعا کرائی۔ موصوفہ ایک فعال اور مستعد رکن لجنہ تھیں اور جنرل سیکرٹری، نائب صدر اور سیکرٹری وقف نو کے عہدوں پر فائز رہیں احباب کرام سے موصوفہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ محترمہ رشیدہ خاتون صاحبہ اہلیہ صوبیدار میجر (ر) نبی داد خاں صاحب آف کھاریاں ضلع گجرات 19/18 نومبر 1998ء کی شب اس دار فانی سے بعمر 78 سال رحلت کر گئیں۔ مرحومہ 1/9 حصہ کی موصیہ تھیں۔ ان کا جسد خاکی 19- نومبر 1996ء کو ربوہ لایا گیا۔ جہاں بعد مغرب دارالضیافت میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے جنازہ پڑھایا اور اس کے بعد مقبرہ بہشتی میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین کے بعد مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی مرحومہ محترم چوہدری لعل خاں صاحب کی بڑی بہو اور حضرت مولوی محمد علی اظہر صاحب (وفات یافتہ) رفیق حضرت بانی سلسلہ اور سابق ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی صاحبزادی اور مکرم مولانا سعید احمد اظہر صاحب مربی ضلع شیخوپورہ کی ہمشیرہ تھیں۔ مرحومہ کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم یوسف سجاد صاحب مربی سلسلہ حلقہ سلطان پورہ لاہور کی ہمشیرہ مورخہ 4 دسمبر 1998ء گنگارام ہسپتال لاہور میں وفات پا گئی ہیں۔ تین چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے

موصیان کرام

○ مجلس موصیان اس بات کا اہتمام کرے گی کہ ہر موصی دو ایسے دوستوں کو قرآن کریم پڑھائے جو قرآن کریم پڑھے ہوئے نہیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

درخواست دعا

○ مکرم ممتاز حسین امتیاز صاحب حال کینیڈا ابن مکرم چوہدری محمد حسین صاحب (سابق خادم بیت المبارک ربوہ) کا بائی پاس اپریشن ہو گیا ہے۔ آکسیجن لگی ہوئی ہے۔ موصوف کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم محمد منظور احمد خان صاحب ایاز آف سبزہ زار لاہور تحریر کرتے ہیں کہ وہ ایک لمبے عرصہ سے فالج سے بیمار ہیں آج کل جوڑوں میں شدت درد کی وجہ سے زیادہ تکلیف میں ہیں احباب کرام سے صحت کاملہ اور ہر بیماری کے بد عواقب معذوری وغیرہ سے محفوظ رہنے کے لئے درخواست دعا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہومیو پیتھک ڈاکٹرز متوجہ ہوں

○ احمدیہ ہومیو پیتھک میڈیکل ریسرچ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ایک اجلاس عام / علمی نشست کا انعقاد مورخہ 25- دسمبر بروز جمعہ بوقت 10 بجے صبح تا 12 بجے ہال مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ میں ہو رہا ہے جس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر لیکچر / تقاریر ہوں گی۔

1- علامت کی درجہ بندی بلحاظ اہمیت

2- ہومیو پیتھی اور سرجری

اس کے علاوہ حاضرین کو سوالات کا موقع بھی دیا جائے گا۔ تمام ہومیو پیتھک ڈاکٹرز / لیڈی ڈاکٹرز، طلباء اور دیگر دلچسپی رکھنے والے حضرات و خواتین سے شرکت کی درخواست ہے۔

عبدالباسط قمر

(جنرل سیکرٹری)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اعلان دارالقضاء

○ (مکرم سید سہیل ظہور صاحب بابت ترکہ مکرم سید ظہور احمد صاحب)

مکرم سید سہیل ظہور صاحب ابن مکرم سید ظہور احمد صاحب حال مقیم جرمنی نے درخواست دی ہے کہ میرے والد بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ قطعہ نمبر 5/4 دارالرحمت ربوہ برقبہ 10 مرلہ ان کے نام بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ یہ قطعہ ان کے سب ورثاء کے نام منتقل کر دیا جائے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے:-

1- محترمہ سیدہ رفیقہ باسط گردیزی صاحبہ (بیٹی)

2- محترمہ سیدہ بشریٰ شرافت علی صاحبہ (بیٹی)

3- مکرم سید سہیل ظہور صاحب (بیٹا)

4- محترمہ سیدہ روبینہ صاحبہ (بیٹی)

5- محترمہ سیدہ فریحہ ظہور صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء- ربوہ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

رمضان کا مہینہ اور وقف جدید

○ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے 2- جنوری 1998ء کے خطبہ میں فرمایا:-

اب رمضان کا مہینہ ہے اور یہ مضمون جو دراصل تو وقف جدید کے لئے شروع کیا گیا تھا میں اس کو رمضان کے ساتھ ملانا چاہتا ہوں تاکہ رمضان کی برکتوں میں وقف جدید اور وقف جدید کی برکتوں میں رمضان کی برکتیں شامل ہو جائیں......

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر۔ اس میں سے جو پہلا حصہ ہے وہ تو ظاہر و باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو خرچ کرنے والے ہیں خصوصیت سے رمضان المبارک میں۔ ان کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں۔ پس آپ اپنی نیکیوں میں اپنے بچوں کو بھی شریک کریں۔ اپنے گردوپیش اپنے ماحول کو بھی شریک کریں تاکہ یہ نیکیوں کا مضمون پھولنے پھلنے لگے اور تمام دنیا پر یہ محیط ہو جائے۔

یہ ایک ایسا فعل ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چلائی جانے والی ہواؤں کے رخ پر ہوگا۔ فرشتے دعائیں کریں گے اور آپ آگے قدم بڑھائیں گے تو بہت تیزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے اموال میں برکت دے گا اور اسی برکت کے نمونے ہم دیکھ رہے ہیں تمام دنیا میں ایسے خرچ کرنے والوں کو خدا تعالیٰ مزید عطا فرما رہا ہے۔

(ناظم مال وقف جدید)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اعلان نیلامی سامان

○ دفتر نظامت جائیداد کے سٹور میں مندرجہ ذیل سامان بذریعہ نیلامی مورخہ 98-12-27 کو صبح 9 بجے فروخت کیا جائے گا۔ خواہش مند احباب استفادہ فرمادیں۔ ادائیگی نقد کی جائے گی۔

آفس ٹیبل۔ کرسیاں۔ سائیکل۔ گیزر۔ مین سوئچ۔ بیٹری۔ آڈیو کیسٹ۔ وڈیو کیسٹ دیگر سامان بصورت سکریپ اینگل آئرن۔ لاؤڈ سپیکر۔

امداد برائے نادار مریضاں

○ فضل عمر ہسپتال ربوہ نادار مریضوں کو علاج معالجہ کی فری سہولت مہیا کرتا ہے۔ اخراجات صدر انجمن احمدیہ اور مخیر احباب کے عطایا جات سے پورے کئے جاتے ہیں نیز ہسپتال میں ڈویلپمنٹ کے بہت سے کام ہیں۔ یہ صدقہ جاریہ ہے احباب اس طرف توجہ فرمائیں۔ (ایڈمنسٹریٹر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ : 21- دسمبر- گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 7 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 14 درجے سنٹی گریڈ
22- دسمبر- غروب آفتاب افطار 5-11
23- دسمبر- طلوع فجر انتہائے سحر 5-35
23- دسمبر- طلوع آفتاب 7-03

عالمی خبریں

عراق پر حملے بند

امریکہ کے صدر کلنٹن نے اعلان کیا ہے کہ عراق پر حملے بند کر دئے گئے ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ عراق کے بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کو نقصان پہنچایا گیا۔ صدر صدام کا اقتدار میں رہنا دنیا کے لئے خطرہ ہے۔ وہ مستقبل میں بھی فوجی کارروائی کر سکتے ہیں عراق پر پابندیاں برقرار رہیں گی۔ واشنگٹن اور لندن میں بیک وقت بیانات میں صدر کلنٹن اور برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے اعلان کیا کہ انہیں یقین ہے کہ چار روزہ ہوائی حملوں میں مقاصد پورے کر لئے گئے ہیں۔

عالمی رد عمل

چین نے کہا ہے کہ عراق پر حملے اقوام متحدہ کے چارٹر کے خلاف تھے۔ فرانس کے صدر شیراک نے کہا کہ عراق کی اسلحہ انسپیکشن کے لئے اقوام متحدہ کو نئی تجویز دیں گے۔ ایران نے کہا کہ امریکہ اور برطانیہ نے من مرضی کر کے اقوام متحدہ کو کمزور کر دیا۔

عراق کے نقصانات

چار روزہ امریکہ و برطانوی حملوں میں 415 کروز میزائیل داغے گئے۔ 100- مقامات نشانہ بنے۔ تاہم سنڈے ٹائمز کا ابھی بھی دعویٰ ہے کہ 157- زہریلے بم اور کیمیائی ہتھیار تباہ نہیں کئے جا سکے۔ بی بی سی کا کہنا ہے کہ عراق کے جن 100 فوجی ٹھکانوں کو کامیاب نشانہ بنایا گیا ہے اس کی وجہ سے اس کی میزائل بنانے کی صلاحیت کئی سال پیچھے چلی گئی ہے۔ امریکی وزیر دفاع کا خیال ہے کہ عراق اب پڑوسیوں پر حملہ کی جرات نہیں کر سکے گا۔ بی بی سی کا کہنا ہے کہ صدر کلنٹن عراق کے لئے مسلسل خطرہ ہیں۔ فوجیوں کے مقابلے میں دس گنا زیادہ شہری مارے گئے۔

عراق کا رد عمل

عراقی حکام کا کہنا ہے کہ حملے روکنے کا اعلان امریکہ اور برطانیہ کی شکست اور ہماری فتح ہے۔ بغداد میں حملے روکنے کے اعلان پر عوام نے سڑکوں پر رقص کیا۔ ریڈیو پر قومی نغمے چلائے گئے۔ بغداد کے ہسپتال زخمیوں سے بھرے پڑے ہیں۔ عراق کے نائب صدر نے اعلان کیا ہے کہ اقوام متحدہ کی اسلحہ معائنہ ٹیم سے کسی قسم کا تعاون نہیں کریں گے۔ ہفتے کی شب بھی عراق پر زبردست حملے ہوئے۔ وسطی بغداد میں 2- میزائیل پھینکے گئے۔ 68- افراد کی اجتماعی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

عراق کو مزید دھمکیاں

امریکہ نے عراق کو مزید دھمکیاں دی ہیں کہ ضرورت پڑی تو دوبارہ طاقت کا استعمال کریں گے۔ برطانیہ نے کہا ہے کہ صدام کو واضح سگنل دے دیا گیا ہے۔ امریکہ نے کہا ہے کہ بغداد میں نئی حکومت دیکھنا چاہتے ہیں۔ عراقی اپوزیشن گروپوں کے ساتھ روابط میں اضافہ کیا جائے گا۔

ملکی خبریں

ایف سولہ کا مسئلہ حل ہو گیا

وزیر اعظم نواز شریف نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا ہے کہ عرصہ قریباً دس سال سے ایف سولہ طیاروں کا جو مسئلہ امریکہ اور پاکستان کے درمیان وجہ نزاع بنا ہوا تھا۔ وہ حل ہو گیا ہے۔ امریکی صدر نے وزیر اعظم نواز شریف کو ٹیلی فون کر کے بتایا ہے کہ پاکستان کی رقم کا ایک بڑا حصہ 31- دسمبر تک ادا کر دیا جائے گا جبکہ باقی رقم غذائی امداد اور دیگر اشیاء کی شکل میں ادا کی جائے گی۔

واپڈا میں حاضر سروس فوجی بریگیڈیئر

واپڈا کی آٹھوں الیکٹرک سپلائی کمپنیوں کو فوج کے حوالے کر کے ان کے سربراہ حاضر سروس بریگیڈیئر بنا دئے گئے ہیں۔ یہ فوجی افسران 25- دسمبر کو اپنے عہدوں کا چارج لیں گے۔ نئے سربراہوں کی چار روزہ بریفنگ کا کام شروع ہو گیا۔ کمپنیوں کے موجودہ سربراہ چیف انجینئروں کے عہدوں پر واپس چلے جائیں گے۔ چیئرمین واپڈا جو فوجی جرنیل ہیں، بجلی چوری روکنے پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں۔ انٹیلی جنس کے بریگیڈیئر کو کرپٹ فوجی افسروں کی رپورٹ تیار کرنے کا ٹاسک دے دیا گیا ہے۔

دھند کے باعث حادثات

ساہیوال اور شیخوپورہ میں دھند کے باعث ٹریفک کے حادثات میں 15- مسافر ہلاک ہو گئے۔ جبکہ 52- زخمی ہوئے۔

دھند ختم ہو گئی

ایک ہفتہ سے جاری شدید دھند ختم ہو گئی ہے۔ اتوار کے روز سورج نکلا۔ ماہرین موسمیات نے کہا ہے کہ اب ہلکی دھند ہوا کرے گی دس بجے کے قریب سورج نکل آئے گا۔ پنجاب کے بعض حصوں میں بارش کا بھی امکان ہے۔

کمرشل پلاٹ برائے فروخت
3/23 دارالرحمت 10 مرلہ کمرشل بالمقابل یوٹیلٹی سٹور مارکیٹ اور فلیٹ بنانے کا شاندار موقع
رابطہ - بشیر صدیقی فون 448356 لاہور

پروفیسر سعید اللہ خان ایم اے ہومیو ڈاکٹر
پرانی اور موذی امراض مثلاً شوگر دمہ- کینسر- بلڈ پریشر- تپ دق- السر ایگزیمہ- نرینہ اولاد- لیکوریا نیز مٹی چھوڑ کورس اور چھوٹا قد کورس کیلئے رابطہ فرمائیں۔
38/1 دارالفضل ربوہ نزد چونگی 3 فون 213207

حکومتی چٹھی کا عکس۔ جس میں کہا گیا ہے کہ جلسہ سالانہ 1998ء کی اجازت نہیں دی جا سکتی

From

The District Magistrate,
Jhang.

To

Nazir Amoor-e-Aama,
Anjuman Ahmadia Rabwah,
Tehsil Chiniot.

No 10442 /GB Dated 8/12/98

Subject:- Application for grant of permission to hold Annual Jalsa and to use loud speaker.

MEMORANDUM

Reference your application dated 30.10.1998 on the subject cited above.

Your application for holding annual Jalsa at Rabwah from 25.12.98 to 30.12.98 has been considered at length and necessary permission is hereby regretted, due to prevailing law and order situation, so that no untoward incident could have a place.

District Magistrate,
Jhang.

No /GB Dated

A copy is forwarded to the:-

1. Senior Superintendent of Police, Jhang;
2. Assistant Commissioner/SDM Chiniot;
3. SDPO Chiniot;

for information and necessary action. It is also mentioned that law and order situation may also be kept under close watch, to avoid any untoward incident accordingly.

Sd/-
District Magistrate,
Jhang.

بقیہ صفحہ 1

اپنے اجتماعات اور جلسہ کے انعقاد کے بنیادی حق سے محروم کیا جا رہا ہے اور قوم کو منافرت کو ہوا دینے اور تعصب انگیزی کی راہ پر دھکیلا جا رہا ہے۔

ناظر صاحب نے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح صاحب کا یہ ارشاد یاد دلایا جو انہوں نے قوم کو نصب العین کے طور پر عطا فرمایا تھا۔ قائداعظم نے فرمایا۔

"آپ کسی مذہب' فرقہ' عقیدہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس کا کاروبار سلطنت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم اس بنیادی اصول سے اپنے نظام کا آغاز کر رہے ہیں کہ ہم سب ایک ہی مملکت کے شہری ہیں اور مساوی الحیثیت ہیں۔ ہمیں اس مسلک کو اپنے نصب العین کے طور پر سامنے رکھنا چاہئے۔

(اگست 1947 میں دستور ساز اسمبلی سے خطاب)

برائے فروخت
کوٹھی دس مرلہ ڈبل سٹوری' پانچ بیڈز' خوبصورت لوکیشن' مین روڈ بمعہ فون- فوری رابطہ
21/2 دارالعلوم غربی ربوہ فون 934

بہترین حالت میں چلتا ہوا جنرل سٹور فروخت کے لئے دستیاب ہے۔ خواہشمند احباب فوری رابطہ کریں
وفا جنرل سٹور محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ ☎ 212868